سببیت کا اسلامی تصور بمقابلہ ڈیوڈ ہیوم: ایک تقابلی جائزہ

Concept of Causation: A comparative study of David Hume and Islamic Theologists

Muhammad Dawood Jamal
MPhil Scholar, Islamic Studies, KFUEIT, Rahim Yar Khan
Email: dawoodjamal1173@gmail.com
Hafiz Muhammad Faizan Ul Hassan
MPhil Scholar, Islamic Studies, KFUEIT, Rahim Yar Khan
Email: faizanpeerzada2@gmail.com

Abstract
The concept of causation is very important concept for understanding the universe and its incidents. The relative order and predictability of the world seem founded on its casual connections. Causation is one of the most basic and primitive ideas of philosophy. Both religious and non-religious philosophers wrote about causation. They gave different interpretations of this phenomena. In our article we shall discuss and compare the concept of two different groups: one of them is extremely religious and the other is non-religious and skeptic. We mean David Hume and Islamic theologists like Ghazali, Aamidi, Baydavi, and Aalosi. Hume gave us a constant conjunction account instead of causation. He was skeptic about the necessary connection between cause and effect. Islamic theologists also deny the very necessity of causation. But their approach is completely different to the unnecessity. Hume approached to unnecessity by his skeptic and empiricist epistemology. Islamic theologists deny necessity of causation because of their religious epistemology.

It is very interesting to compare the two very different ideas and search for some similarity despite the difference in their initial basics. In this article we shall discuss the concept of Scottish philosopher David Hume and the two schools of Islamic theology: Ash'ari school and Maturidi school. Hume suggested that what we consider causal relationships are merely the result of habit and expectations. On the other hand, Islamic theologists emphasized divine causality and the role of God as the ultimate cause in the universe. This study explores the epistemological and metaphysical foundations for the both perspectives. Through this analysis the article seeks to illuminate the philosophical implications of causation and its significance in both religious and secular contexts.

Key words: David Hume, Islamic theologists, Ash'ari, Maturidi, Concept of causation, Divine causation theory, The ultimate cause, causal connection, constant conjunction, skepticism, empiricism

سببیت کا تصور فلسفے کے انتہائی بنیادی مباحث میں سے ہے۔ سبب اور مسبب کے ذریعے کائنات میں پیش آنے والے واقعات کی تشریح کی جاتی ہے اور آئندہ سے متعلق اہم پیشین گوئیاں کی جاتی ہیں۔ روز اول سے فلسفے سے تعلق رکھنے والے سببیت اور علیت سے بحث کرتے چلے آئے ہیں۔ قدیم یونانی فلاسفہ علت و معلول سے بحث کرتے تھے۔ ارسطو خدا کو علت اولی کہتا تھا۔ افلاطون افلاک کی گردش کو کائنات میں پیش آنے والے مسائل کی علت قرار دیتا تھا۔ فلاسفہ کے ہاں ایک علت کے متعدد معلول اور ایک معلول کی متعدد علتوں کے امکان پر بحث ملتی ہے۔ کبھی فلاسفہ سبب اور علت میں فرق بیان کرتے ہیں اور کبھی عدم محض کے علت ہونے نہ ہونے کی بحث کرتے ہیں۔

اس آرٹیکل میں ہم سکاٹ لینڈ کے تنویری فلسفی ڈیوڈ ہیوم اور چند بڑے مسلمان متکلمین کے تصور سببیت کا تقابل کریں گے۔ ڈیوڈ ہیوم [1711–1776م] سکاٹ لینڈ کا فلسفی تھا۔ یہ دور تنویر کا اہم فلسفی ہے۔ اس کا نظریہ علم epistemology تجربیت اور تشکیک پر مشتمل ہے[1]۔ اپنے تجربیتی مزاج کی وجہ سے وہ تجربے کو علم کا واحد ذریعہ سمجھتا ہے۔ ہر وہ بات جو تجربے کی دسترس سے باہر ہو ہیوم اسے ناقابل رسائی سمجھتا ہے۔ اسی وجہ سے ہیوم چیزوں میں پائے جانے والے سببیت کے تعلق کا انکار کرتا ہے۔ ڈیوڈ ہیوم کہتا ہے کہ علم صرف تجربے سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اور سببیت ایسی چیز ہے جس کا ہم براہ راست تجربہ نہیں کر سکتے[2]۔ جس چیز کا ہم تجربہ کر سکتے ہیں، وہ صرف چند واقعات کا ایک ترتیب سے پیش آنا ہے۔ مثلاً ماچس کی تیلی کو ڈبی پر رگڑا اور اس سے آگ پیدا ہوئی۔ ان دو واقعات کا تو ہم تجربہ کر سکتے ہیں مگر رگڑنا آگ جلنے کا سبب ہے یہ ہمارے تجربے کی دسترس میں نہیں آ سکتا[3]۔

ہیوم کے نزدیک سببیت کی تشریح باہمی ارتباط سے کی جائے گی۔ یعنی جس چیز کو دوسرے لوگ سببیت کہتے ہیں وہ ہیوم کے نزدیک مصادفت مسلسلہ [دو واقعات کا تسلسل اور دوام کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ یا آگے پیچھے واقع ہونا] کے سوا کچھ نہیں[4]۔ ہیوم کے مطابق سبب کو مسبب کے ساتھ جوڑنے والے لزومی تعلق کا نا تجربہ کیا جا سکتا ہے اور نہ علم حاصل ہو سکتا ہے[5]۔ ہیوم کہتا ہے کہ تجربے اور مشاہدے سے ہم مبینہ سبب اور مسبب کا دائماً ایک ساتھ پیش آنا تو معلوم کر سکتے ہیں، مگر سبب اور مسبب کے ایسے لزومی تعلق کا علم ہمیں حاصل نہیں ہو سکتا جس سے پتہ چلے کہ سبب کے بعد مسبب ضرور آئے گا[6]، [7]۔ اس بات کو منطق کی اصطلاح میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ دوام سے ضرورت ثابت نہیں ہوتی۔

ہیوم کو در اصل اس بات کا ادراک ہو گیا تھا کہ خارجی موانع کا امکان سببیت کی قطعیت و لزوم کے لیے ایک خطرہ ہے[8]۔ اسی لیے اس کے نظریے کو رد کرنا اتنا آسان نہیں۔ ہیوم سببیت کا انکار کرتا ہے مگر سببیت کی کیفیات اور احوال میں لزوم اور دوام کے قاعدے بیان کرتا ہے۔ مثلاً کانٹی گیوٹی Contiguity کا تصور کہ سبب اور

مسبب کا ایک جگہ ہونا ضروری ہے[9]،[10]۔ نیز وہ اس بات کو لازم قرار دیتا ہے کہ سبب زمانے کے اعتبار سے مسبب پر مقدم ہو۔ یہ عجیب بات ہے کہ ایک شخص کسی چیز کے نفس وجود کا انکار کرے مگر اس کی صفات و احوال کے لیے ضابطے اور قواعد مقرر کرے۔ الا یہ کہ کہا جائے کہ ہیوم نے سببیت سے متعلق جو قاعدے بیان کیے ہیں، وہ علی فرض المحال [فرضی] ہیں۔ یعنی یہ کہا جائے کہ ہیوم کی مراد یہ ہے کہ اگر سببیت ہو [جس کا ہیوم قائل نہیں] تو وہ ان صفات اور ضابطوں کے مطابق ہو گی۔

ہیوم اس بات کا قائل ہے کہ سبب اور چیز کی ایجاد [ابتداءِ وجود beginning of the existence] ایک چیز نہیں[11]۔ اب حاصل یہ ہو گا کہ سبب کو مسبب کی ایجاد میں کوئی دخل نہیں۔ سبب در حقیقت سبب نہیں۔ سببیت [لزومی ربط] کا تصور ہیوم کے نزدیک مابعد الطبیعیات کے نظریات میں سب سے زیادہ غیر یقینی اور کمزور ہے[12]۔ ہیوم کے نزدیک سببیت جیسے نامناسب نظریات در حقیقت ایک دھوکہ ہیں جس میں انسان دو چیزوں یا واقعات کے تسلسل اور دوام کے ساتھ ایک ساتھ واقع ہونے پر نظر کر کے مبتلا ہوتا ہے[13]۔ ہیوم اس بات کا مکمل انکار کرتا ہے کہ اسباب اور لزومی ارتباط کا کوئی علم انسان کو معروضی دنیا میں حاصل ہو سکے۔ اس رائے کے مطابق ہیوم سببیت کا انکار نہیں کرتا بلکہ سببیت کے علم کا انکار کرتا ہے[14]۔ اور یہی خالص تشکیک کا تقاضا ہے۔

ہیوم کے ان ٹیڑھے، پیچیدہ اور انوکھے نظریات کے پیچھے اس کا تجربیت پر مبنی نظریہ علم ہے[15]۔ نیز اس کے اقوال و نظریات میں ظاہری تضاد کی وجہ اس کا تشکیکی مزاج ہے۔ ہیوم کی شک پرستی نے اس کے نظریات کو بھول بھلیاں بنا دیا ہے جن میں وہ خود بھی بھٹکتا رہتا ہے۔ اس بات کو ہیوم خود بھی تسلیم کرتا ہے کہ تجربیت [اور تشکیک] کی ایسی متشدد تعبیر و تطبیق انسانی زندگی کو مفلوج بنا سکتی ہے[16]۔

سببیت کے بارے میں اسلامی نظریے کا حاصل یہ ہے کہ اسباب کی تاثیر ان کی ذاتی نہیں ہے۔ سبب اور مسبب کے لزومی تعلق کی نفی متکلمین اسلام کے ہاں بھی پائی جاتی ہے۔ مگر متکلمین نے کسی تشکیکی یا تجربی نظریہ علم کی بنا پر یہ نفی نہیں کی، بلکہ ان کی یہ نفی خدا کو مسبب الاسباب [Divine causation theory] اور قادر مطلق ماننے کی بنا پر ہے۔ اسباب کو پیدا کرنے والا اور ان کی تاثیر کا خالق ایک اللہ ہی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ سببیت سائنس، طبیعت physics، یا فطرت nature کے اٹل قوانین میں سے ہے اور خدا بھی اس کے آگے مجبور ہے۔ متکلمین کے نزدیک ہر چیز کی علت خدا کا حکم ہے اور خدا کے حکم کی کوئی علت نہیں[17]۔ اللہ تعالی کے سوا کسی بھی چیز کی کوئی بھی تاثیر نہیں[18]،[19]۔

اہل فزکس کی طرح ایسے قوانین کا اثبات کرنا کہ خدا بھی ان سے ہٹ نہیں سکتا، یہ خدا تعالی کی صفت قدرت کی تنقیص ہے اور خالق کائنات کو عاجز قرار دینا ہے۔ اہل سنت کے نزدیک اس کائنات کا ایک ہی اٹل قانون ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالی جس چیز کا حکم فرماتا ہے وہ ہو جاتی ہے۔ قرآن پاک میں یہ جو فرمایا گیا ہے کہ لا تبدیل لخلق اللہ , فلن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا، ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا تو اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کے بنائے ہوئے قانون میں کوئی مخلوق تبدیلی نہیں کر سکتی۔ حیرت ہے کہ جو آیت اللہ تعالی کی قدرت عامہ تامہ کا اثبات کرتی ہے، اسی آیت سے فطریت پسند اور جدیدیت زدہ طبقے نے ایسے قوانین مستنبط کر ڈالے جن کے آگے خدا بھی ان کے زعم کے مطابق عاجز ہے!۔

پھر اتنی بات میں اتفاق کے بعد اہل سنت والجماعت میں دو طبقے ہیں: اشاعرہ اور ماتریدیہ۔ اشاعرہ یہ کہتے ہیں کہ اسباب کی حیثیت امور مصادفہ اور اتفاقات محضہ کے سوا کچھ نہیں۔ اشاعرہ کا موقف نسبتاً متشدد ہے۔ اشاعرہ کا موقف ظاہری طور پر ڈیوڈ ہیوم کے موقف کے بالکل موافق ہے۔

ماتریدی علماء یہ کہتے ہیں کہ اسباب میں اللہ تعالی نے ایک عارضی تاثیر رکھی ہے۔ اسباب مصادفات محضہ نہیں۔ ہاں مگر یہ تاثیر اپنے وجود اور اپنی بقاء میں خود اسباب کی طرح اللہ کے حکم کی محتاج ہے۔ ماتریدیہ بھی انتہاءً سبب اور مسبب کے لزوم کی نفی کرتے ہیں۔ ہم ماتریدیہ کے موقف کو چند حوالوں سے بیان کرتے ہیں۔

امام عبد اللہ نسفی ت 710ھ اپنی تفسیر مدارک التنزیل میں بقرہ:22 کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "بارش کے بعد پودوں کا اگنا خدا تعالی کی قدرت، مشیئت اور اس کی ایجاد سے ہوتا ہے۔ مگر خدا تعالی نے پانی کو نباتات کے اگنے کا سبب بنایا ہے جیسے اس نے نر اور مادہ کے نطفات کے ملنے کو بچے کی پیدائش کا سبب بنایا ہے۔ اور خدا بغیر اسباب کے ہر چیز کے پیدا کرنے پر قادر ہے۔ اسی نے اسباب اور مادے کو پیدا کیا ہے۔ مگر چیزوں کو تدریجی طور پر پیدا کرنے میں بڑی حکمتیں ہیں اور اہل بصیرت کے لیے نصیحت کے مواقع ہیں[20]۔" اس عبارت میں تدریج سے اشارہ کیا گیا ہے چیزوں کو سببیت کی زنجیر سے متعلق کرنے کی طرف۔ نسفی کے نزدیک سببیت اگرچہ لزومی و قطعی نہیں، اغلبی ہے۔ مگر ان کے نزدیک سببیت اور واقعات کی تدریج میں غور و فکر کرنا خدا تعالی کی معرفت کا سبب ہے۔

شہاب الدین محمود الآلوسی البغدادی ت 1270ھ اپنی تفسیر میں رقم طراز ہیں: اشاعرہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ تمام اسباب عادی ہیں۔ ان کے مطابق پودے اگانے میں پانی کو کچھ بھی تاثیر نہیں، بلکہ تمام اسباب کے بارے میں ان کا یہی عقیدہ ہے کہ ان کی کوئی تاثیر نہیں۔ اسباب کے پائے جانے کے وقت تاثیر اللہ تعالی کی طرف سے آتی ہے، وہ اسباب کی اپنی تاثیر نہیں ہوتی۔ یہ فقیر [علامہ آلوسی] اس بات کا قائل نہیں ہے۔ میرا مذہب یہ ہے کہ اللہ

تعالی نے اسباب کو مسببات کے ساتھ جوڑا ہے۔ قرآن مجید اسباب کے اثبات سے بھرا ہوا ہے۔ اللہ تعالی اسباب اور مسببات کا خالق ہے۔ اسباب اور مسببات سب اس کی قدرت اور مشیئت کے تابع ہیں۔ حاصل یہ کہ اسباب اپنی ایک تاثیر رکھتے ہیں۔ مگر وہ تاثیر خدا تعالی کی دی ہوئی ہے اور وہ اللہ کے حکم کے تابع ہے۔ جب اللہ کا حکم اسباب اور ان کی تاثیر کے درمیان حائل ہو جائے تو وہ اسباب غیر موثر ہو کر رہ جاتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالی کا یہ ارشاد اس بات پر دلالت کرتا ہے: وہ جادو گر اپنے اس جادو سے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے، مگر یہ کہ اللہ کی اجازت سے [21]۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ ت 1362ھ اپنی تصنیف انتباہات مفیدہ میں فرماتے ہیں: جدید تعلیم یافتہ لوگوں کی دوسری غلطی کا حاصل خدا تعالی کی ایک صفت کمال کی نفی کر دینا ہے۔ وہ صفت کمال عموم قدرت ہے۔ یعنی یہ لوگ خدا تعالی کی قدرت کو مقید اور محدود مانتے ہیں۔ اس زمانے کے جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے قلم اور زبان پر یہ جملہ اکثر جاری دیکھا جاتا ہے کہ خلاف فطرت کوئی بھی واقعہ نہیں پیش آ سکتا۔ وہ اپنے اس موقف کو کبھی عقلی رنگ میں پیش کرتے ہیں اور کبھی نقلی دلائل سے اپنے اس دعوی کو ثابت کرتے ہیں۔[22]

مولانا ادریس کاندھلویؒ ت 1394ھ اپنی کتاب علم الکلام میں فرماتے ہیں: جس طرح اللہ تعالی اسباب اور علتوں کو پیدا کرنے والا ہے، بالکل اسی طرح وہ ان اسباب و علل کی تاثیر کا بھی خالق ہے۔ قادر مطلق جب چاہتا ہے اس وقت اسباب و علل اثر کرتے ہیں۔ جب وہ نہ چاہے تو یہ اثر نہیں کرتے۔ جس طرح اللہ تعالی اسباب و علل کے وجود کو سلب کر سکتا ہے، بالکل اسی طرح وہ جب چاہے ان اسباب و علل کی تاثیر کو بھی سلب کر سکتا ہے۔[23]

ڈاکٹر مفتی عبد الواحدؒ ت 1440ھ فرماتے ہیں: جو شخص یہ تمام باتیں مانتا ہے وہ ہر گز یہ حق نہیں رکھتا کہ اللہ تعالی کو ظاہری سلسلہ اسباب میں ایسا پابند کر دے کہ خدائے قادر ایک لمحے کے لیے بھی اس اسباب کے سلسلے سے ہٹ کر کوئی بھی کام کرنے سے عاجز ہو جائے۔ معاذ اللہ [24]

اب ہم اشعری علماء کا موقف بیان کرتے ہیں۔ اشاعرہ سببیت کا کلی انکار کرتے ہیں۔ ذیل میں چند حوال پیش ہیں۔ حجۃ الاسلام محمد بن محمد الغزالی ت 505ھ فرماتے ہیں: مقتول کے بارے میں یہ کہنا چاہیے کہ وہ اللہ تعالی کی پیدا کی ہوئی موت سے مرا ہے۔ اجل اس وقت کو کہتے ہیں جس میں اللہ تعالی کسی کی موت کو پیدا فرماتا ہے۔ موت کا اصل سبب اللہ کا حکم ہے۔ گردن کا کاٹنا تو بس زمانے کے اعتبار سے اللہ کے حکم کے مقارن تھا۔ گردن کا کاٹنا مقتول کی موت کے لیے موثر بالکل نہیں۔[25]

امام غزالی ایک دوسری جگہ یوں رقم طراز ہیں: ہمارے مطابق جن چیزوں کے درمیان علت و معلول کا تعلق ہے، در حقیقت ان کے درمیان کوئی لزومی ارتباط نہیں ہوتا۔ وہ دونوں واقعات دو مستقل مخلوق ہیں جو عادتاً

ایک زمانے میں پیش آتے ہیں۔ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالی ایجاد و تخلیق میں مستقل ہے۔ کوئی تولد نہیں۔ اور نہ ہی کوئی مخلوق کسی دوسری مخلوق کی علت بن سکتی ہے[26]۔

امام سیف الدین الآمدی ت 631ھ فرماتے ہیں: اہل حق کے نزدیک تمام ممکنات بلا واسطہ اللہ تعالی کی قدرت کے تابع ہیں۔ اور ان کا صدور و حدوث صرف خدا تعالی ہی کی ذات سے ہوتا ہے[27]۔ اس موقع پر ہم طبیعیین کا رد کریں گے۔ وہ خدا کے سوا کسی موثر اور موجد کے قائل ہیں۔ ہم خدا کے سوا کسی بھی موجد اور موثر کی نفی کرتے ہیں[28]۔

امام قاضی ناصر الدین عبد اللہ بن عمر البیضاوی ت685ھ فرماتے ہیں: پھلوں کا پیدا ہونا اللہ تعالی کی قدرت اور مشیئت سے ہوتا ہے۔ مگر اللہ تعالی نے مٹی ملے پانی کو پھلوں کے پیدا کرنے کا سبب بنایا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالی نے عادت یہ جاری فرما دی ہے کہ جب پانی پودے سے ملتا ہے تو اللہ تعالی حکم جاری فرما دیتے ہیں پھلوں کے پیدا کرنے کا۔ یا پھر اللہ تعالی نے پانی میں قوت موثرہ اور مٹی میں قوت قابلہ رکھ دی ہے کہ جب دونوں ملتے ہیں تو پھل پیدا ہوتے ہیں۔ بہر حال اللہ تعالی اس بات پر قادر ہے کہ وہ تمام اشیاء کو بغیر اسباب کے پیدا کر دے، جس طرح اس نے خود اسباب کو پیدا کیا ہے۔[29]

نتائج:

1. ڈیوڈ ہیوم اپنی تجربیت پرستی اور تشکیکی مزاج کی وجہ سے سببیت کے لزوم کا منکر ہے۔
2. ہیوم کے نزدیک سببیت کا علم انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا۔
3. ڈیوڈ ہیوم کے تشکیکی نظریات انسانی زندگی کو مفلوج اور بے معنی بنا سکتے ہیں۔
4. اسلامی متکلمین [اشاعرہ اور ماتریدیہ] سببیت کے عدم لزوم میں ڈیوڈ ہیوم سے متفق ہیں، مگر اس عدم لزوم کی دلیل میں بالکل مختلف ہیں۔
5. متکلمین کے نزدیک سببیت کے عدم لزوم کی وجہ ان کا عقیدہ توحید [خدا کو قادر مطلق اور مسبب الاسباب ماننا] ہے۔
6. متکلمین تشکیک یا تجربیت میں ڈیوڈ ہیوم سے بالکل متفق نہیں۔ متکلمین اس بات پر کامل ایمان رکھتے ہیں کہ خدا جس چیز کا حکم فرما دیتا ہے وہ ہو جاتی ہے۔
7. اشاعرہ سببیت کا مکمل انکار کرتے ہیں، جبکہ ماتریدیہ سبب میں عارضی اور غیر قطعی تاثیر کے قائل ہیں۔

سفارشات:

- ڈیوڈ ہیوم کے مزید نظریات [مثلاً تجربیت اور تشکیک] پر بھی تحقیقی آرٹیکلز لکھے جائیں۔
- مغربی افکار اور فلسفوں کا تنقیدی مطالعہ کیا جائے۔
- طلبہ کو اسلامی فلسفے اور علم کلام کے موضوعات پر ایم فل اور پی ایچ ڈی کے مقالے لکھنے کی تجویز دی جائے۔
- اسلامی متکلمین کی تعلیمات کی ترویج کے لیے ادارے تشکیل دیے جائیں۔
- ڈیوڈ ہیوم کے ساتھ امانوئل کانٹ کے نظریہ سببیت کا بھی اسلامی نظریے سے تقابل کیا جائے۔

حوالہ جات

[1] Zuzana Parusnikova, David Hume, Skeptic, Springer International Publishing Switzerland, 2016, p 27
[2] Zuzana Parusnikova, David Hume, Skeptic, Springer International Publishing Switzerland, 2016, p 36
[3] Stephen Mumford & Rani Lill Anjum, Causation A very short introduction, Oxford University Press UK, 2013, p9
[4] Stephen Mumford & Rani Lill Anjum, Causation A very short introduction, Oxford University Press UK, 2013, p16
[5] Stephen Mumford & Rani Lill Anjum, Causation A very short introduction, Oxford University Press UK, 2013, p17
[6] Stephen Mumford & Rani Lill Anjum, Causation A very short introduction, Oxford University Press UK, 2013, p 39
[7] Harold W Noonan, Hume on knowledge, Routledge London, 1999, p104
[8] Stephen Mumford & Rani Lill Anjum, Causation A very short introduction, Oxford University Press UK, 2013, p 47
[9]Stephen Mumford & Rani Lill Anjum, Causation A very short introduction, Oxford University Press UK, 2013, p27
[10] Angela, M Coventry, Hume A guide for the perplexed, Continuum International Publishing Group NYK US, 2007, p 81
[11] Angela, M Coventry, Hume A guide for the perplexed, Continuum International Publishing Group NYK US, 2007, p 82
[12] Angela, M Coventry, Hume A guide for the perplexed, Continuum International Publishing Group NYK US, 2007, p 105
[13] Zuzana Parusnikova, David Hume, Skeptic, Springer International Publishing Switzerland, 2016, p 38
[14] Angela, M Coventry, Hume A guide for the perplexed, Continuum International Publishing Group NYK US, 2007, p 115
[15] Stephen Mumford & Rani Lill Anjum, Causation A very short introduction, Oxford University Press UK, 2013, p27
[16] Zuzana Parusnikova, David Hume, Skeptic, Springer International Publishing Switzerland, 2016, p 37
[17] محمد بن عبد الکریم شہرستانی، نہایۃ الاقدام فی علم الکلام، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ط2004م، ص222

[18] ابو الحسن علی النوری الصفاقسی، العقیدۃ النوریۃ فی اعتقاد الائمۃ الاشعریۃ، مکتبۃ الیمامۃ بیروت لبنان، ط2008م، ص75

[19] ابو محمد عبد القادر الفاسی، عقیدۃ اھل الایمان، دار الضیاء کویت، ط2013م، ص23

[20] عبد اللہ النسفی، مدارک التنزیل وحقائق التاویل، مکتبہ حقانیہ پیشاور، ط س ندارد، ج1، ص70

[21] شہاب الدین محمود الآلوسی، روح المعانی فی تفسیر القرآن والسبع المثانی، المکتبۃ التوفیقیۃ قاھرہ مصر، ط2008م، ج1، ص292-293

[22] اشرف علی تھانوی، الانتباھات المفیدۃ فی الاشتباھات الجدیدۃ، مکتبۃ البشری کراچی، ط2017م، ص31-35

[23] مولانا ادریس کاندھلویؒ، علم الکلام، ادارہ اسلامیات کراچی، ط1432ھ، ص218-219

[24] ڈاکٹر مفتی عبد الواحد، اسلامی عقائد، مجلس نشریات اسلام کراچی، ط2003م، ص81

[25] امام غزالی، الاقتصاد فی الاعتقاد، دار المنھاج جدہ المملکہ العربیہ السعودیہ، ط2008م، ص282

[26] امام غزالی، الاقتصاد فی الاعتقاد، دار المنھاج جدہ المملکہ العربیہ السعودیہ، ط2008م، ص۲۸۱

[27] سیف الدین آمدی، ابکار الافکار، مطبعہ دار الکتب والوثائق القومیہ قاھرہ مصر، ط۲۰۱۲م، ج۲، ص۲۳۵

[28] سیف الدین آمدی، ابکار الافکار، مطبعہ دار الکتب والوثائق القومیہ قاھرہ مصر، ط۲۰۱۲م، ج۲، ص۲۶۱

[29] قاضی عبد اللہ بن عمر البیضاوی، انوار التنزیل واسرار التاویل، مکتبہ بشری کراچی، ط2019م، ص179

مصادر و مراجع

محمد بن عبد الکریم شہرستانی، نھایۃ الاقدام فی علم الکلام، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ط2004م

ابو الحسن علی النوری الصفاقسی، العقیدۃ النوریۃ فی اعتقاد الائمۃ الاشعریۃ، مکتبۃ الیمامۃ بیروت لبنان، ط2008م

ابو محمد عبد القادر الفاسی، عقیدۃ اھل الایمان، دار الضیاء کویت، ط2013م

عبد اللہ النسفی، مدارک التنزیل و حقائق التاویل، مکتبہ حقانیہ پیشاور، ط س ندارد

شہاب الدین محمود الآلوسی، روح المعانی فی تفسیر القرآن والسبع المثانی، المکتبۃ التوفیقیۃ قاھرہ مصر، ط2008م

اشرف علی تھانوی، الانتباھات المفیدۃ فی الاشتباھات الجدیدۃ، مکتبۃ البشری کراچی، ط2017م،

مولانا ادریس کاندھلویؒ، علم الکلام، ادارہ اسلامیات کراچی، ط1432ھ،

ڈاکٹر مفتی عبد الواحد، اسلامی عقائد، مجلس نشریات اسلام کراچی، ط2003م،

امام غزالی، الاقتصاد فی الاعتقاد، دار المنھاج جدہ المملکہ العربیہ السعودیہ، ط2008م،

سیف الدین آمدی، ابکار الافکار، مطبعہ دار الکتب والوثائق القومیہ قاھرہ مصر، ط2012م،

قاضی عبد اللہ بن عمر البیضاوی، انوار التنزیل واسرار التاویل، مکتبہ بشری کراچی، ط2019م،

Zuzana Parusnikova, David Hume, Skeptic, Springer International Publishing Switzerland, 2016,

Stephen Mumford & Rani Lill Anjum, Causation A very short introduction, Oxford University Press UK, 2013,

Harold W Noonan, Hume on knowledge, Routledge London, 1999,

Angela, M Coventry, Hume A guide for the perplexed, Continuum International Publishing Group NYK US, 2007,